علامہ نقوی اٹھارہ سال کی عمر میں دانشوروں کی نظر میں

ادیبہ بنت زہراء نقوی ندیٓ الہندی صاحبہ
معلمہ جامعۃ الزہراء، بڑا باغ، زہرا کالونی، لکھنؤ

عہد حاضر میں ہندوستان میں خاندان اجتہاد کے علماء میں سب سے زیادہ تصنیفی و تحقیقی کام کرنے والے آیۃ اللہ استاد سید کاظم نقوی اور پروفیسر علامہ سید علی محمد نقوی صاحبان کے ذوات مقدسہ ہیں۔ علامہ کاظم نقوی صاحب کی کئی کتابیں امامیہ مشن سے شائع ہوچکی ہیں اور غیر مطبوعہ کتابوں کی ایک لمبی فہرست ہے جو موصوف کے گھر پر دیکھی جاسکتی ہے۔ اور ''من واہرمن'' جیسی معرکۃ الآرا تصنیف علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے شائع ہوچکی ہے۔ آج کل موصوف رسائل ومکاسب کے ترجمہ وشرح لکھنے میں مصروف ہیں جن کا نصف سے زائد کام ہوچکا ہے۔

علامہ نقوی کے اردو، فارسی، عربی اور انگریزی میں تصانیف کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں اور موصوف کے بھی بہت سے انگریزی اور فارسی میں تصانیف غیر مطبوعہ ہیں جو انشاء اللہ جلد ہی ایران اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے شائع ہوں گے۔

علامہ نقوی کے بارے میں جو موصوف کے عنفوان شباب میں علماء وادباء نے اپنے خیالات پیش کئے ہیں ان میں سے کچھ حاضر ہیں:۔

(۱) سرکار سید العلماء طاب ثراہ رقم طراز ہیں:

''اپنے وصیت نامہ میں جو میں نے ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۶۵ء کو لکھا ہے۔ میاں علی محمد سلمہٗ کے لئے تحریر کیا ہے کہ

''میری وصیت خاص نور چشم مذکور کے لئے یہ ہے کہ وہ قلمی خدمت میں کمی نہ کریں اور تحریر کا کام ضرور انجام دیں اور اس میں کبھی احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں کہ جیسا ہم چاہتے ہیں ویسا نہیں لکھ سکتے تو پھر لکھیں ہی کیوں؟ ہرگز نہیں، بلکہ جیسا اپنے سے ممکن ہو ویسا ہی لکھنا چاہئے۔ بہت ممکن ہے کہ لکھتے لکھتے قلم سے کوئی ایسی چیز نکل جائے جو دنیا وآخرت کی فلاح کا سبب ہو۔

میری انتہائی طمانیت کا باعث ہے یہ امر کہ انھوں نے اس پر عمل ابھی سے شروع کر دیا ہے۔۔۔وہ اخبارات میں مضامین لکھنے لگے ہیں اور ایسے کہ بڑے بڑے انھیں مورد توجہ قرار دے رہے ہیں۔''

(۲) علامہ سید مجتبیٰ حسن کاموںپوری تحریر فرماتے ہیں:

''فرزند عزیز مولوی علی محمد سلمہ اللہ تعالیٰ

تمہارا مضمون اخبار سرفراز میں میں نے پڑھا۔ پسند آیا، خداوند کریم سے دعا ہے کہ تم اپنے اسلاف کے ذکر جمیل کو زندہ رکھو اور ان سے بھی بہتر خدمات پیش کرو۔ یہ بھی سن

کر خوشی ہوئی کہ ماشاء اللہ تقریر وخطابت میں بھی حصہ لینا شروع کیا ہے۔ میں نے ابھی کوئی تقریر سنی نہیں ہے۔

جس طرح کلمات قصار نہج البلاغہ پر مضمون لکھا ہے اسی طرح ایک مضمون خطبوں پر، ایک خطوط پر اور ایک سیاسی ہدایات پر کافی غور وفکر کے بعد لکھو۔ اندازِ بیان اور خیالات کا اظہار عصر حاضر کی روشنی میں ہونا چاہئے۔ یعنی نہج البلاغہ کے علاوہ جن مسائل پر لکھنا سرسری طور پر علوم جدیدہ سے بھی مدد لی جائے۔''

کتاب ''پانچ کرنیں'' کے مقدمہ میں علامہ کامونپوری فرماتے ہیں

اس وقت ایک مختصر رسالہ ''پانچ کرنیں یعنی خمسۂ نجباء کی نورانی سیرتوں پر چند مضامین'' میرے سامنے ہے۔ میں نے اس پر سرسری نظر ڈالی ہے۔

یہ رسالہ فرزند ارجمند ادیب مسدّد مولوی سید علی محمد نقوی سلمہٗ کے چند مضامین پر مشتمل ہے۔ جس کی خاص باتیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ آنحضرتؐ کی مسلّمہ راست گوئی۔ نوع انسانی سے بے پناہ محبت۔ انسان کی ہدایت کے لئے انتہائی سختیوں کا تحمل۔ مساوات انسانی کے لئے کوشش۔ زیردستوں سے حسن سلوک کی ہدایت۔ صلح وجنگ۔ شکست وفتح کے مختلف حالات میں اسوۂ حسنہ۔

۲۔ سیدۂ عالمؑ کی پردہ پر غیر معمولی توجہ۔ گھریلو زندگی میں ان کا معیاری اسوۂ حسنہ۔

۳۔ حضرت علیؑ کی جامعیّت، نادر ومتضاد صفات سے مرکب شخصیت۔ اس سوال کا حل کہ عہد رسولؐ میں آپ کی شجاعت کے معرکوں کی گونج ہے، اپنے عہد خلافت میں بھی تیغ بکف نظر آتے ہیں، پھر عہد خلفاء میں دفاعی خلا کیوں ہے؟ کیا ان کی پالیسی سے متفق تھے یا مرعوب ہو گئے؟

۴۔ اخلاق کا فطری اور معیار انسانیت ہونا۔ اسلام میں اخلاق کی اہمیت۔ امام حسنؑ کے اعلیٰ اخلاق۔ آپ کے اوصاف میں صبر وحلم کا مخصوص اظہار۔ اس شبہہ کا حل کہ امام حسنؑ میں شجاعت وجرأت کی کمی تھی۔ آپ کی حکیمانہ صلح۔ زندگی کے سارے واقعات سے جرأت وشجاعت کی گواہی۔

۵۔ امام حسینؑ پر دو مضمون ہیں (۱) کردار حسینی کا ایک ورق۔ (۲) حسینی کارنامہ کی منفرد خصوصیت۔

یہ دونوں مضمون کافی بصیرت کے حامل ہیں۔ اختصار کے ساتھ وسیع واہم مسائل زیر بحث آئے ہیں۔

مختصر وجامع مضمون کے لئے ضروری ہے کہ مسئلہ پر غور کیا ہو اور تعبیر پر قدرت ہو۔ یہ کل مضامین جوش عقیدت اور حسن بیان کی وجہ سے کافی دلچسپ ہیں۔

خداوند کریم کی بارگاہ میں میری دعا ہے کہ بطفیل خمسہ نجباء یہ اعلیٰ تعلیم کی دولت سے بہرہ مند ہوں۔ وہ وقت آئے کہ یہ علم وعمل کی دنیا میں اپنی جگہ بنائیں اور اپنے اسلاف کبار اور پدر نامدار کے صحیح وقابل فخر جانشین ہوں۔

(۳) نخبۃ العلماء آیۃ اللہ سید کاظم نقوی مدظلہ کے خیالات

(مکتوب بنام سرکار سید العلماءؒ) ''نور نظر علی محمد سلمہٗ نے جس سن وسال میں مضمون نگاری شروع کی ہے وہ لائق

صد ہزار ستائش ہے۔

میرے وظیفہ کی کافی رقم آپ کی خدمت میں جمع ہونا چاہئے۔ اس میں سے پچاس روپئے نور چشم کو میری طرف سے بطور انعام مرحمت فرما دیجئے۔'' (دوسرا خط) ''سرفراز کے ''خاتم النبیین'' نمبر میں بھی ماشاء اللہ ان کا مقالہ چند ممتاز مقالات میں سے ہے۔''

(مکتوب بنام مصنف) ''نور چشم علی محمد سلمکم اللہ تعالیٰ

جیو اور بہت سا جیو۔ شاید میں تمہیں یہ پہلی مرتبہ خط لکھ رہا ہوں۔ اس کا باعث صرف تمہارا وہ مضمون ہے جو ابھی ابھی میری نظر سے گزرا ہے۔ ''فاطمہ زہراءؑ کی مثالی زندگی'' اسے دیکھ کر جتنا دل خوش ہوا نہ پوچھو۔ ماشاء اللہ نہ فقط یہ کہ بالکل بے عیب مضمون ہے بلکہ اسلوب کلام اور مغز بیاں کے لحاظ سے بھی معیاری ہے قابل قدر بات یہ ہے کہ اس بارے میں بھائی ابّا مدظلہ کے قلمی اور بیانی افادات سے بہت حد تک بچا کر تم نے لکھا ہے۔''

(۴) الحاج نواب سید محمد عباس صاحب طالبؔ صفوی شمس آباد ضلع فرخ آباد

''۱۳ر شوال ۱۳۸۶ھ یوم السبت

مولانا علی محمد سلمہ الصّمد کو ادعیۂ متظافرہ اور ان کے مضامین پر صمیم قلب سے مبارکباد۔''

(۵) مولانا جناب رضی الدین حیدر صاحب

بانیٔ یادگار حسینی کالج، الہ آباد

''۲۳ر جنوری ۱۹۶۷ء

عزیزی مولوی سید علی محمد سلمہٗ کے اثرات قلمی کو دیکھ کر دل بے حد خوش ہو رہا ہے۔ خداوند کریم انھیں دوست اور دشمن سب کی نظر سے بچائے اور بطفیل معصومین علیہم السلام اپنے حفظ خصوصی میں رکھے۔ آمین۔''

(۶) مجاہد ملت جناب سید ابن حسین نقوی صاحب،

سکریٹری، امامیہ مشن، لکھنؤ

''۱۷ر جنوری ۱۹۶۷ء

میاں علی محمد سلمہٗ کا یہ دوسرا مضمون ہے جو سرفراز مورخہ ۲/ ماہ حال میں شائع ہوا ہے، پہلے مضمون سے بہت بلند ہے۔ سلمہٗ کے لئے دل سے دعائیں نکلیں۔ ان سے قوم و مذہب کی بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ اللہ ان کو طول عمر عطا فرمائے اور آپ کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھائے۔ آمین ثم آمین''

(۷) ضیغم ہند جناب حیدر مہدی رضوی ہلوری صاحب

''مولانا علی محمد صاحب قبلہ سلمہٗ کو دعائیں۔ ان کے مضامین میں ابھی سے ایک خاص بات پیدا ہو چکی ہے۔ اللہ نظر بد سے بچائے۔''

(۸) جناب سردار مہدی رضوی زیدپوری صاحب، کراچی

''یکشنبہ ۱۰ر شوال ۱۳۸۶ھ

۲ و ۹ر جنوری سرفراز میں مولانا علی محمد سلمہٗ کا مضمون ''حیات مرتضوی کے گوناگوں مناظر'' پڑھ کر مسرت

بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ ۵۰ پر

ترا در بھی شہا مثلِ پدر باب الحوائج ہے
یہ محتاجوں کا مجمع کیوں نہ ڈیوڑھی پر نظر آئے
نگاہِ لطف کا محتاج، مولا میں بھی حاضر ہوں
وہ سائل کامراں ہے جو ترے دروازے پر آئے
تو ہے آگاہِ رازِ دل تو میرے غم کا افسانہ
مفصل کیوں زباں پر آئے یا کیوں مختصر آئے
مرا ہر موئے تن عصیاں ہے اس کا معترف ہوں میں
مگر در ہو ترا اور آرزو میری نہ بر آئے
کریمی ہے ازل سے پاک طینت میں تری شاہا!
کرم ہوتا ہے اس پر عفو کا طالب اگر آئے
بس اے آقا، گنہ بھی بخش حاجت بھی روا کر دے
یہ ماتیؔ پھر جب آئے در پہ بارنگ دگر آئے

بقیہ- علامہ نقوی ۱۸ سال کی عمر میں.......

بے پایاں حاصل ہوئی۔ خداوند کریم جناب ہی کی طرح انھیں زورِ تحریر و خطابت عطا فرمائے۔''

(دوسرا خط) ۸/ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ

''مولانا علی محمد سلمہٗ کو پُرخلوص دعائیں سرفراز میں ان کے گراں قدر مضامین پڑھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔''

(۹) اور ابھی ماضیٔ قریب میں شائع ہونے والی علامہؔ نقوی کی انگریزی میں تفسیر قرآن مجید کی پہلی جلد میں ڈاکٹر مولانا سید کلب صادق نقوی صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں:

(ترجمۂ مضمون انگریزی) مولانا سید علی محمد نقوی ایک روشن فکر اور مشہور زمانہ باپ کے بیٹے ہیں۔ وہ مدینۃ العلوم ایجوکیشنل سوسائٹی، علی گڑھ کے سکریٹری جنرل ہیں اور برصغیر (ہند) کے بڑے ممتاز عالم دین ہیں۔ اسلامی فلسفۂ حیات کا بہت گہرا ادراک رکھنے کے علاوہ، وہ نہ صرف دوسرے مذاہب بلکہ تازہ ترین صوفی تصورات سے بھی پوری طرح واقف ہیں۔ اردو جو اُن کی مادری زبان ہے، اس کے علاوہ وہ عربی کے بڑے فاضل ہیں اور فارسی زبان میں تو بہت سے ایرانیوں سے شاید وہ بہتر ہیں۔ اس سب کے ساتھ، وہ انگریزی زبان کا ایسا وسیع علم رکھتے ہیں کہ وہ اس زبان میں جو پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، کئی کتابوں کی تصنیف و تالیف کر چکے ہیں۔ ان (کتابوں) میں ایک انتہائی نمایاں ہے 'A Manual of Islamic Beliefs and Practice' (اسلامی عقائد و اعمال کی دستی کتاب)

مولانا کی تحریر کردہ کچھ کتابیں تہران یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب میں داخل ہیں۔ قومیت کے موضوع پر اصلاً فارسی میں لکھی گئی ان کی ایک کتاب انگریزی زبان میں بھی 'Islam and Nationalism' (اسلام اور قومیت) کے عنوان سے شائع کی گئی اور بعد میں یہی دوسری بین الاقوامی زبانوں میں ترجمہ کی گئی۔

قرآن مجید کا ان کا انگریزی ترجمہ اپنی کلاسک (طرحدار) تفسیر اور دوسری خوبیوں کے سبب، نہ صرف شیعی حلقہ بلکہ پوری اسلامی دنیا میں بے مثل ہے۔

